درسِ قرآن
محمد احمد حافظ

سود کی حرمت

﴿یٰۤاَیُّھَاالَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَذَرُوْا مَا بَقِیَ مِنَ الرِّبٰوٓا اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ○ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ ج وَاِنْ تُبْتُمْ فَلَکُمْ رُءُوْسُ اَمْوَالِکُمْ ج لَا تَظْلِمُوْنَ وَلَا تُظْلَمُوْنَ ○ وَاِنْ کَانَ ذُوْعُسْرَۃٍ فَنَظِرَۃٌ اِلٰی مَیْسَرَۃٍ ط وَاَنْ تَصَدَّقُوْا خَیْرٌلَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○ وَاتَّقُوْا یَوْماً تُرْجَعُوْنَ فِیْہِ اِلَی اللّٰہِ ثُمَّ تُوَفّٰی کُلُّ نَفْسٍ مَّا کَسَبَتْ وَھُمْ لَایُظْلَمُوْنَ﴾ (البقرہ:۲۷۸تا۲۸۰)

ترجمہ: ''اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور چھوڑ دو جو کچھ سود میں سے باقی رہ گیا ہے۔ اگر تمہیں اللہ کے فرمان کا یقین ہے۔ پس اگر نہیں چھوڑتے ہو تو پھر تیار ہو جاؤ اللہ سے اور اس کے رسول سے جنگ کرنے کو۔ اور اگر تم توبہ کر لیتے ہو تو تمہارے لیے ہے۔ اصل مال تمہارا۔ نہ تم کسی پر ظلم کرو اور نہ تم پر کوئی ظلم کرے۔ اور اگر کوئی شخص تنگ دست ہے تو مہلت دینی چاہیے فراخی ہونے تک اور اگر صدقہ کر دو تو بہت بہتر ہے تمہارے لیے۔ اگر تم کچھ جانتے ہو اور ڈرتے رہو اس دن سے جس دن میں تم اللہ کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔ پھر پورا دیا جائے گا ہر شخص کو جو کچھ اس نے کمایا اور ان پر ظلم نہ ہو گا۔''

خلاصہ: آیات بالا اور ان سے گزشتہ آیات میں سود کی حرمت اور اس کے احکام بیان کئے گئے ہیں۔ اہل ایمان کو ایمان کی نسبت سے پکار کر کہا گیا ہے کہ اگر تم اللہ تعالیٰ کے احکام وفرامین پر سچا یقین رکھتے ہو تو پھر سودی لین دین کو قطعی طور پر ترک کر دو۔ اگر تم ایسا نہیں کرو گے تو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف سے اعلانِ جنگ سمجھو اور اگر تم اللہ کے حضور جھک کر توبہ کر لو اور سود کھانے سے باز آ جاؤ تو پھر تمہارے لیے اصل مال ہی کافی ہے۔ تمہیں رأس المال مل جائے گا۔ اگر تمہارا مقروض تنگ دست ہو تو ادائیگی قرض کے لیے اسے کچھ مہلت دو، اس پر بے جا دباؤ ڈال کر پریشان نہ کرو بلکہ اگر تم دیکھو کہ وہ اپنی سعی وکوشش کے باوجود قرض کی ادائیگی میں مشکل محسوس کر رہا ہے تو اسے اپنا قرض صدقہ کر دو (یعنی معاف کر دو) حدیث شریف میں ہے:

''جو شخص یہ چاہے کہ اس کے سر پر اس روز اللہ کی رحمت کا سایہ ہو جبکہ اس کے سوا کسی کو کوئی سایہ سر چھپانے کے لیے نہیں ملے گا تو اسے چاہیے کہ تنگ دست مقروض کے ساتھ نرمی اور سہولت کا معاملہ کرے یا اس کو معاف کر دے۔'' (طبرانی)

آخری آیت میں آخرت اور فکرِ آخرت کی اہمیت کو اجاگر کرتے ہوئے فرمایا کہ اس دن سے ڈرتے رہو جس دن تمہیں اللہ رب العزت کے پاس لوٹایا جانا ہے، وہاں ہر شخص کو اپنے اپنے عمل کا پورا پورا بدلہ ملے گا۔ یہ اس لیے فرمایا کہ سود کھانے والے کو یقین رہے کہ وہ اوّل تو ہمیشہ اس دنیا میں رہے گا نہیں کہ زیادہ سے زیادہ دنیا سے فائدہ حاصل کر سکے۔ دوسرا یہ کہ اگر وہ

اس دنیا میں اپنے عمل بد پر مواخذہ سے بچ گیا تو آخرت میں اسے اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش ہونا ہی ہے' وہاں اس کے لیے کوئی جائے فرار نہیں ہوگی۔

سود کی مذمت وممانعت کیوں؟

قرآن مجید میں متعدد جگہ سود کی ممانعت آئی ہے جہاں بھی اس قسم کا مضمون آیا ہے اسلوب میں بے حد شدّت اور تحکّم پیدا ہوجاتا ہے۔ انسانوں میں ایک سے بڑھ کر ایک گناہ پایا جاتا ہے جو اپنی شناعت وخباثت کی بناء پر بے حد ملعون قرار پاتا ہے۔ لیکن کسی بھی گناہ پر اللہ رب العزت نے باقاعدہ اعلانِ جنگ نہیں فرمایا' جیسا کہ سود کے معاملے میں۔ حدیث شریف میں بھی اس کی ممانعت شدّت کے ساتھ آئی ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

﴿اَلرِّبَا سَبْعُوْنَ جُزْءً اَیْسَرُھَا اَنْ یَّنْکِحَ الرَّجُلُ اُمَّہ'﴾ (ابن ماجہ وبیہقی)

''سود کے ستر حصے ہیں اور سب سے کم تر حصہ ایسا ہے جیسے کوئی شخص اپنی ماں سے زنا کرے''

اس کی وجہ یہ ہے کہ دیگر اکثر گناہ تو اپنی ذات میں واحد ہیں لیکن سود مجموعہ معاصی اور ظلم وجور کا منبع ہے۔ جب معاشرے میں سود پنپتا اور پھیلتا ہے تو ایسے رذائل جنم لیتے ہیں جو بنی نوع انسان کی تباہی وبربادی کا پیش خیمہ ثابت ہوتے ہیں۔ سودی معیشت ایک خاص طرز معاشرت کو جنم دیتی ہے۔ اس طرز معاشرت میں خواہش نفس آوارہ وبے لگام، لذت پرستی عام اور انسان حریص وحاسد اور خواہشات نفس کی تکمیل میں سفاک ہوجاتا ہے۔ بخل لوگوں کی عادتِ ثانیہ بن جاتا ہے اور انسان طولِ امل کا شکار ہوکر تعیّشات میں گھر جاتا ہے۔ ہر معاملے کو مادی فوائد کی نظر سے دیکھا جانے لگتا ہے۔ دریں صورت خاندان جیسے اہم اور معتبر معاشرتی ادارے کی شکست وریخت ہونے لگتی ہے۔ جب سودی معیشت کے نتیجے میں خودغرضی اور حرص وحسد کا غلبہ ہوتا ہے تو قربانی وایثار، انفاق وجہاد فی سبیل اللہ، قناعت اور صبر وتحمل جیسی تمام اعلیٰ صفات معاشرے سے مفقود ہوتی چلی جاتی ہیں۔ عبادت وبندگی رُب بے معنیٰ ہوکر رہ جاتی ہے۔ انسان عبدِ الہٰ بننے کی بجائے عبدِ دینار بن جاتا ہے۔ فی زمانہ پورا معاشرہ حقیقتاً سودی معشت میں جکڑا ہوا ہے اور شاید ہی کوئی آدمی ہوگا جو سود کھانے سے بچا ہوا ہو، ورنہ حقیقتاً یہ دور حضور ﷺ کے اس ارشاد کے عین مطابق ہے جس میں آپ نے ارشاد فرمایا:

''ایک زمانہ ایسا آئے گا جب ہر آدمی سود کھانے لگے گا اگر خود نہیں کھاتا ہوگا تو اس کا دھواں تو ضرور اس تک پہنچے گا۔'' (ابوداؤد)

دیکھا جائے تو سود رِبا اس زمانے میں ایک وبائی صورت اختیار کرچکا ہے اور اس نے انسانی فطرت کا ذائقہ تک تبدیل کردیا ہے۔ جو چیز پوری انسانیت کے لیے معاشی بربادی کا سبب ہے اسی کو معاشی مسئلے کا حل سمجھ لیا گیا ہے۔

سودخور کے لیے مذہب کی وعیدیں

سودخوری ایسا فعل شنیع ہے کہ اللہ تعالیٰ سودخور کی موت کا انتظار نہیں فرماتے بلکہ اس کی ہلاکت وبربادی کا آغاز اسی دنیا سے ہوجاتا ہے تاوقتیکہ وہ توبہ نہ کرے۔ سودی کاروبار اچانک تباہ ہوجانا، کروڑپتی کا دیکھتے ہی دیکھتے دیوالیہ ہوجانا عام

مشاہدے کی باتیں ہیں۔اس کے علاوہ سودخور نفسیاتی طور پر تباہی کی طرف گامزن رہتا ہے کیونکہ اس کا زندگی سے امن وسکون جیسی نعمت مفقود ہوجاتی ہے اور وہ ہر وقت بے چینی اور خوف زدگی کی کیفیت میں مبتلا رہتا ہے اور کیوں نہ ہو جبکہ حضور ﷺ نے اسے ملعون قرار دیا ہے آپ نے ارشاد فرمایا:

''لعنت ہو سود لینے اور کھانے والے پر اور سود دینے اور کھلانے والے پر اور سودی دستاویز لکھنے والے پر اور اس کے گواہوں پر (آپ نے فرمایا) یہ سب (گناہ میں) برابر ہیں'' (صحیح مسلم)

اخروی عذاب کے بارے میں حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جس رات مجھے معراج ہوئی۔ میرا گزر ایک ایسے گروہ پر ہوا جن کے پیٹ گھروں کی مانند تھے اور ان میں سانپ بھرے ہوئے تھے جو باہر سے نظر آرہے تھے۔ میں نے جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ (جو ایسے دردناک عذاب میں مبتلا ہیں) انہوں نے جواب دیا کہ یہ سودخور لوگ ہیں۔'' (مسند احمد)

سود کے شائبے سے بچنے کی ضرورت ہے

''سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ربا والی آیت جس میں ربا کے قطعی حرام ہونے کا اعلان فرمایا گیا ہے وہ رسول اللہ ﷺ کے آخری دور میں نازل ہونے والی آیات میں سے ہے۔ حضور ﷺ اس دنیا سے اٹھا لیے گئے اور آپ نے ہمارے لیے اس کی پوری تفسیر وتشریح نہیں فرمائی۔ لہٰذا ربا کو بالکل چھوڑ دو اور اس کے شبہ اور شائبے سے بھی پرہیز کرو۔'' (سنن ابن ماجہ)

مقامِ فکر ہے کہ آج ہم اسلام کے نام لیوا ہونے کے باوجود شبہ وشائبہ کو ترک کرنے کی بجائے خالص سود کو بھی بے دریغ اپنے پیٹوں کا ایندھن بناتے چلے جارہے ہیں۔ اور اس پر بجائے شرمندگی وشرمساری کے پوری ڈھٹائی کے ساتھ جواز کے لبادے پہنانے کی کوششیں بھی جاری رکھے ہوئے ہیں۔ من حیث المجموع اللہ ورسول سے جنگ کے مرتکب بھی ہورہے ہیں اور دانستہ ونادانستہ ملعون بھی قرار پارہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہماری حفاظت فرمائیں۔

علماءامت کی ذمہ داری

سود کی موجودہ دور میں کوئی ایک شکل متعین نہیں ہے۔ یہ نئی سے نئی شکل میں خفیہ وعلانیہ طریقوں سے ہماری غذا' ہمارے لباس' ہمارے مکان' ہماری دکان اور تجارت میں شامل ہورہا ہے۔ علماءامت کی ذمہ داری ہے کہ وہ سودخوری کی ہر شکل کا ادراک حاصل کرکے امت پر اسے واضح کریں اور اسے سودخوری سے اجتناب برتنے کی تلقین کریں۔ یہ ان کا فرضِ منصبی ہے' وہ اگر اس فرض کو نہیں نبھائیں گے تو یقیناً اس آیت کا مصداق ٹھہریں گے جس میں اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا ہے:

﴿لَوْلَا يَنْهٰهُمُ الرَّبّٰنِيُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ عَنْ قَوْلِهِمُ الْاِثْمَ وَاَكْلِهِمُ السُّحْتَ ط لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ﴾ (المائدہ،٦٣)

''ان کے مشائخ وعلما ان کو گناہ کی بات اور سود کھانے سے منع کیوں نہیں کرتے واقعی یہ ان کی بری بات ہے''۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں نہ صرف سودخوری سے بچنے کی توفیق عطا فرمائیں بلکہ اپنی گردنوں پر مسلط سودی معیشت کا طوق بھی اتار پھینکنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین یارب العالمین۔